جناب عبدالرشید عراقی (سوہدرہ)

امام ابن جوزی

۵۰۹ھ تا ۵۹۷ھ

نام و نسب

ابو الفرج عبدالرحمان بن ابو الحسن علی بن محمد بن علی بن عبیداللہ بن عبداللہ بن حمادی بن احمد بن محمد بن جعفر الجوزیؒ

تاریخ پیدائش

۵۰۹ھ میں بغداد میں پیدا ہوئے اور بعض نے ۵۱۰ھ لکھا ہے۔ اور بعض نے ۵۱۱ھ لکھا ہے اور خود ابن جوزیؒ نے یہ بیان کیا ہے۔ کہ میرے والد کا انتقال ۵۱۴ھ میں ہوا (بقول روایت میری والدہ) اور میں اس وقت ۳ سال کا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ سن ولادت ۵۱۱ھ ہے۔

تحصیل تعلیم

۵۱۶ھ میں آپ کی تعلیم کا آغاز ہوا۔ سب سے پہلے قرآن مجید حفظ کیا۔ اس کے بعد آپ نے مختلف اساتذہ کرام سے جن کا شمار دنیا کے چوٹی کے علماء و فضلاء میں ہوتا تھا استفادہ کیا۔ آپ بلا کے ذہین تھے۔ قوی الحافظہ تھے۔ اس لیے جو پڑھتے تھے۔ یاد ہو جاتا تھا۔ آپ کی خداداد ذہانت سے آپ کے اساتذہ کرام آپ پر فخر و ناز کیا کرتے تھے۔ آپ چھوٹی عمر ہی میں جملہ علوم و فنون سے فارغ ہو گئے تھے

وعظ گوئی

امام صاحب کو وعظ گوئی میں بڑا درک اور کمال حاصل تھا اور ان کے وعظ میں علماء، صلحاء، بادشاہ عوام و خاص سب حاضر ہوتے۔ اور کمال یہ تھا کہ ہر ایک اپنی دانست کے مطابق سمجھتا اور لطف اندوز ہوتا اور سامعین پر عجیب سکتہ طاری ہوتا۔

آپ نے اپنی زندگی میں خلفائے بنو عباسیہ میں پانچ خلفاء کا زمانہ پایا۔

۱- المسترشد باللہ ۲- الراشد باللہ ۳- المقتضی باللہ ۴- المستنجد باللہ ۵- المستغنی بالنوار اللہ۔

علماء برابر آپ کے وعظ میں شریک ہوتے اور پوری توجہ سے آپ کا وعظ سنتے۔ ایک مرتبہ خلیفہ نے نصیحت کرنے کی فرمائش کی۔ حضرت امام نے خدا سے ڈرنے کی تلقین کی۔ سخاوت و بخشش کی ترغیب دلائی۔ اور ہر حال میں شکر کی ہدایت کی، خلیفہ نے فوراً کئی ہزار اشرفیاں غریبوں میں تقسیم کیں۔ اور کئی قیدیوں کی رہائی کا حکم صادر فرمایا۔

ایک مرتبہ حضرت امام وعظ فرما رہے تھے، سامعین کی تعداد چار ہزار سے زیادہ تھی۔ آپ وعظ میں اکثر استعارے استعمال کرتے تھے۔ جس سے سامعین لطف اندوز ہوتے تھے۔ اثنائے وعظ میں جو سوال ہوتا اس کا دل آویز جواب دیتے۔ ان کے استعاروں میں سے ایک دلچسپ واقعہ امام یافعی نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے۔ امام یافعی لکھتے ہیں۔

"ایک دفعہ شہر بغداد میں حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت علیؓ کی افضلیت کے بارے میں شیعہ اور سنی کے درمیان جھگڑا ہوا اور نوبت جنگ و جدال تک پہنچ گئی۔ آخر دونوں جماعتوں نے اس بات پر رضامندی ظاہر کی، جب امام جوزیؒ وعظ فرمانے لگیں۔ ان سے استفادہ کیا جائے۔ وہ جو فیصلہ کریں گے فریقین کی منظوری کا موجب ہوگا۔ چنانچہ فریقین کے لوگ حضرت امام کے پاس پہنچے۔ دراں حالیکہ آپ وعظ فرما رہے تھے۔ آپ سے دریافت کیا گیا "من افضل الصحابۃ" یعنی صحابہؓ میں فضیلت کس کو ہے"۔ آپ نے دیکھا کہ فریقین کی آنکھیں، غضب کے باعث سرخ و شعلہ فشاں ہیں اور ایک دوسرے سے لڑنے کے لیے تیار ہیں۔ اور ہر ایک یہ چاہتا ہے کہ فیصلہ میرے حق میں ہو۔ آپ نے ایک ایسا جواب دیا جس کی وجہ سے فریقین میں سے ہر ایک نے یہ سمجھا کہ یہ فیصلہ ہمارے حق میں ہوا ہے اور دونوں بخوشی چلے گئے۔ آپ کا جواب یہ تھا۔

"الذی کانت بنتہ فی بیتہ" "وہ جس کی بیٹی اس کے گھر میں تھی"

حضرت امام اس جملہ کو ادا کرنے کے بعد منبر سے اترے۔ اور فوراً گھر کی راہ لی۔ سنیوں نے سمجھا کہ اس سے مراد حضرت صدیق اکبرؓ ہیں کہ آپ کی صاحبزادی ام المومنین حضرت عائشہؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات میں سے تھیں اور اہل تشیع کا خیال تھا کہ حضرت علیؓ مقصود ہیں کیونکہ جگر گوشۂ رسول بقول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمۃ الزہراؓ آپؓ کی عزیز بیوی تھیں"

اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت امام ابن جوزیؒ کو عوام اختلافی مسائل میں مرجع سمجھتے تھے۔ آپ نے فریقین کو ایک ایسے فتنے سے بچا لیا، جس کے باعث ہزاروں سر خاک و خون میں ملنے والے تھے۔ یہ واقعہ آپ کی فراست و ذکاوت کی روشن دلیل ہے۔

امام ابن جوزیؒ کا دورِ ابتلاء

ہر دور میں علمائے حق کے مقابلہ میں علمائے سوء کا وجود بھی ہوتا ہے۔ اور علمائے سوء میں یہ اضافہ ہوتا ہے۔ کہ وہ حاسد ہوتے ہیں۔ علمائے حق کا وجود ان کو زہرِ قاتل لگتا ہے اور وہ اس کوشش میں رہتے ہیں کہ کس طرح علمائے حق کو نقصان پہنچایا جائے۔

حضرت امام کی علمیت کمال، تبحرِ علمی ، اور حسنِ خلق نے عوام کو مسحور کر رکھا تھا مگر حاسدوں کا کیا جائے جو بغض و عناد کے باعث حضرت امام سے ناراض تھے چنانچہ انہوں نے خلیفہ وقت کو امام صاحب کے خلاف بھڑکایا خلیفہ نے آپ سے ایک سوال کیا۔ سوال کیا تھا؟ اس میں علماء کا اختلاف ہے حضرت امام نے جو جواب دیا اس سے خلیفہ غضبناک ہوگیا۔ امام شافعیؒ کہتے ہیں اس کے بعد امام صاحب کو ایک کشتی میں بٹھا کر شہر واسط بھیج دیا گیا جہاں آپ کو ایک گھر میں محبوس کر دیا گیا وہاں آپ خود ہی کھانا پکاتے، کپڑے دھوتے اس طرح مسلسل پانچ سال آپ محبوس رہے اور ۵۹۵ھ میں آپ کو قید سے رہائی ملی۔

وفات:۔

۵۹۷ھ رمضان المبارک میں آپ نے جامع مسجد میں وعظ شروع کیا، لوگوں کو ایمان کی تلقین کی وعظ کے بعد گھر تشریف لائے۔ کچھ حرارت سی ہو گئی اور طبیعت بگڑ گئی اور آخر ۵ رمضان المبارک ۵۹۷ھ جمعہ کے روز آپ نے انتقال کیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

آپ کے جنازہ میں ہزاروں آدمی شریک ہوئے نمازِ جنازہ آپ کے فرزند ابو القاسم نے پڑھائی۔

امام ابن جوزیؒ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ کی نظر میں۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

امام ابن جوزی جلیل القدر مفتی، اور بڑے صاحبِ تصنیف و تالیف تھے اور بہت سے فنون میں آپ کی تصنیفات ہیں: یہاں تک کہ میں نے نہیں شمار کیا تو انہیں ہزار سے بھی زیادہ پایا۔ خصوصیت سے حدیث اور فنونِ حدیث میں آپ کی ایسی تصنیفات موجود ہیں۔ کہ ان کی مانند شاید ہی کوئی تصنیف ہو۔ عمدہ تصنیف آپ کی وہ کتاب ہے جس میں سلف کے حالات لکھے گئے ہیں۔ ہر بات کی تفصیل میں آپ ماہر تھے اور لکھنے پر کمال درجہ کی دسترس حاصل تھی۔ اور ہر فن میں اور لوگوں کی تصنیفات سے آپ کی تصنیفات بہت عمدہ اور معتبر ہیں۔

بقیہ تبصرہ کتب۔ پانچواں باب:۔ "خیرا یرہ و شراً یرہ" اس باب میں انسان کو خدا کے سامنے جواب دہی اور جزا و سزا کا تصور پیش کیا گیا ہے۔ اور بالخصوص مذکورہ معبودانِ باطلہ کو آخرت کی